کوفہ میں فقہی احکام کا نشوو ارتقاء

مبشر حسین

اس بات میں ذرا بھی شک نہیں کیا جاسکتا کہ کوفہ میں صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد اپنے اہل خانہ کے ساتھ آباد ہوئی' جیسا کہ امام سخاویؒ (۱) لکھتے ہیں کہ کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عمار بن یاسرؓ علی بن ابی طالبؓ اور صحابہ کی ایک بڑی تعداد آباد ہوئی۔(۲)

تاہم ان کی حتمی تعداد کے تعین میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ابن سعدؒ (م ۲۳۰ھ) نے ابراہیم نخعیؒ (م ۹۶ھ) (۳) کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ کوفہ میں آنے والے صحابہ میں سے تین سو صحابہ وہ تھے جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی اور ستر صحابہ وہ تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔(۴)

خود ابن سعدؒ نے الطبقات کی چھٹی جلد میں تقریباً ایک سو پچاس ایسے صحابہ کا نام بنام ذکر کیا ہے جو کوفہ میں آباد ہوئے تھے۔

علاوہ ازیں ابوبشر دولابیؒ (۵) نے معروف تابعی حضرت قتادہؒ (م ۱۱۸ھ) کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوفہ میں ایک ہزار پچاس صحابہ آئے ہیں۔(۶)

محمد زاہد الکوثریؒ (م ۱۹۵۱ء) لکھتے ہیں کہ علامہ سیوطی اور محمد بن ربیع الجیزی مصر میں وارد ہونے والے صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے تین سو سے آگے نہیں بڑھ سکے' جبکہ علامہ عجلیؒ کے بقول صرف کوفہ میں ایک ہزار پانچ سو صحابہ آباد ہوئے جن میں سے تقریباً ستر بدری صحابہ تھے۔یہ تعداد ان صحابہ کے علاوہ ہے جو کوفہ میں آئے' کچھ عرصہ رہے' اپنا علم وہاں منتقل کیا اور دیگر شہروں میں چلے گئے۔(۷)

ذیل میں اختصار کے ساتھ صرف چند ایسے نمایاں ترین صحابہ کا ذکر کیا جائے گا جو اہل خانہ کے ساتھ کوفہ میں آباد ہوئے اور پھر مرتے دم تک وہیں رہے۔البتہ بعض ان صحابہ کو بھی یہاں شمار کرلیا گیا ہے جو لمبا عرصہ کوفہ میں رہے' تاہم وفات سے پہلے وہ کوفہ سے نقل مقانی کر گئے تھے۔ایسے صحابہ کے بارے میں ساتھ ہی بتا دیا گیا ہے کہ ان کی وفات کوفہ سے باہر کہاں ہوئی۔(۸)

بدری صحابہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (م ۳۲ھ)۔آپؓ سے ۸۴۸ احادیث مروی ہیں۔عہد عثمانی میں مدینہ آ گئے اور وہیں فوت ہو کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

حضرت علی بن ابی طالبؓ (م ۴۰ھ)۔آپؓ سے ۵۳۶ احادیث مروی ہیں۔

حضرت سعید بن زیدؓ (م ۵۱ھ)۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (م ۵۵ھ)۔عہد فاروقی وعہد عثمانی میں کوفہ کے گورنر (والی)رہے‘ پھر معزول ہوئے تو مدینہ چلے گئے۔آپ سے ۱۷۱ احادیث مروی ہیں۔

حضرت عمار بن یاسرؓ (۳۷ھ)۔آپ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔

حضرت خباب بن ارتؓ (م ۳۷ھ)۔

حضرت سہل بن حنیفؓ (م ۳۸ھ)۔

اُحدی صحابہ

حضرت حذیفہ بن یمانؓ (م ۳۶ھ)۔آپ سے دوسوبیس (۲۲۰) احادیث مروی ہیں۔حضرت ابوقتادہ بن ربعی الانصاریؓ (۵۴ھ)۔بعض اہل علم کے بقول آپ کوفہ میں فوت ہوئے جب کہ بعض کے بقول آپ کوفہ کی بجائے مدینہ میں فوت ہوئے تھے۔آپ سے ۱۷۰، احادیث مروی ہیں۔

حضرت ابومسعود الانصاریؓ (م ۴۰ھ)۔آپ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔کنیت زیادہ مشہور ہے۔آپ عہد معاویہ تک کوفہ میں رہے۔وفات سے کچھ پہلے مدینہ منتقل ہو گئے۔آپ سے ۱۰۲، احادیث مروی ہیں۔

دیگر صحابہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری (م ۴۴ھ)۔آپ سے ۳۶۰ احادیث مروی ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ (م ۳۲ھ)۔

حضرت براء بن عازبؓ (م ۱۷ھ)۔آپ کوفہ میں اہل خانہ کے ساتھ آباد ہوئے مگر آخری عمر میں مدینہ چلے گئے تھے۔آپ سے ۳۰۵ احادیث مروی ہیں۔

حضرت عبید بن عازبؓ(م ؟ھ)۔حضرت قرظہ بن کعب انصاریؓ(م ۵۰ھ)۔حضرت زید بن ارقمؓ(م ۶۸ھ)۔حضرت حارث بن زیادؓ(م ؟ھ)۔حضرت نعمان بن عمرو بن مقرنؓ(م ۲۱ھ)۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ(م ۵۰ھ)۔آپ سے ۱۳۶ احادیث مروی ہیں۔حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ(م ۸۷ھ)۔آپ کوفہ میں فوت ہونے والے سب سے آخری صحابی ہیں۔آپ سے ۱۹۵ احادیث مروی ہیں۔حضرت عدی بن حاتم الطائیؓ(م ۶۸ھ)۔حضرت جریر بن عبداللہ البجلیؓ(م ۵۱ھ)۔آپ سے ایک سو(۱۰۰)احادیث مروی ہیں۔حضرت اشعث بن قیسؓ(م ۴۰ھ)۔حضرت سمرہ بن جنادہ بن جندبؓ(م ۷۰ھ)۔آپ سے ۱۲۳ احادیث مروی ہیں۔حضرت جابر بن سمرہؓ(م ۷۴ھ)۔آپ سے ۱۴۶ احادیث مروی ہیں۔حضرت وائل بن حجرؓ(م ۵۰ھ)۔حضرت صفوان بن عسالؓ(م ؟ھ)۔حضرت خزیمہ بن ثابتؓ(م ۳۷ھ)۔حضرت نعمان بن بشیرؓ(م ۶۵ھ)۔آپ سے ۱۱۴ احادیث مروی ہیں۔حضرت ابولیلی بلال بن بلیلؓ(م ؟ھ)۔حضرت عمرو بن بلیلؓ(م ؟ھ)۔حضرت مالک بن سنان الاشجعیؓ(م ؟ھ)۔حضرت مستورد بن شدادؓ(م ۴۵ھ)۔نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت آپ ابھی لڑکے تھے۔

حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہؓ(م ۷۴ھ)۔آپ بھی نبی کریم ﷺ کی وفات کے وقت ابھی نابالغ لڑکے تھے۔

حضرت ابوطفیل عامر بن واثلہؓ(م ۱۰۰ھ)۔آپ کہتے ہیں کہ میں احد والے سال پیدا ہوئے اور میں نے نبی کریم ﷺ کو آٹھ سال کی عمر تک دیکھا ہے۔(۹)

کوفہ میں آباد ہونے والے صحابہ کا علمی مقام و مرتبہ

جیسا کہ اس باب کے شروع میں واضح کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام میں فضیلت' بزرگی' اور علم و فہم کے اعتبار سے فرق مراتب پایا جاتا ہے اور اس میں موضوع پر قلم اٹھانے والوں نے ہمیشہ اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔بطور مثال ابن سعد کی طبقات ہی کو ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ انہوں نے صحابہ کو مختلف طبقات میں تقسیم کر کے ان کے سوانح قلم بند کیے ہیں۔یہی مثال دیگر کئی اہل علم کے ہاں بھی موجود ہے۔(۱۰)

جمہور اہل سنت کے ہاں صحابہ کا مقام و مرتبہ اس امت کے دوسرے تمام لوگوں سے بڑھ کر ہے اور صحابہ

میں بالترتیب حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ' حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ یعنی خلفاء اربعہ کو باقی سب صحابہ سے بلندتر مقام حاصل ہے۔اسی لیے امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) نے اپنی مسند اور ''فضائل الصحابہ'' میں امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب المناقب میں' امام مسلم نے اپنی صحیح کی کتاب فضائل الصحابہ میں' امام ترمذی نے اپنی الجامع کی کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ میں' امام طبرانی نے اپنی المعجم الکبیر میں' امام نسائی نے اپنی کتاب فضائل الصحابۃ میں اور امام ابونعیم نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں سب سے پہلے خلفاء اربعہ کا مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔البتہ ان چار صحابہ کے علاوہ باقی صحابہ کرام میں افضلیت کے اعتبار سے کیا درجہ بندی ہے' اس سلسلہ میں اہل علم کی آراء مختلف ہیں۔(۱۱)

معلوم ہوا کہ سبھی صحابہ ایک ہی درجہ نہیں رکھتے' بلکہ ان میں علم' فہم' اسلام قبول کرنے اور اسلام کی راہ میں جہاد' ایثار اور خدمت کے اعتبار سے مقام و مرتبہ کا تنوع پایا جاتا ہے۔ظاہر ہے یہ ایک فطری اور منطقی بات ہے اور اس کی روشنی میں اگر اس سوال کا جواب تلاش کریں کہ کوفہ میں وارد ہونے والے صحابہ کا دیگر صحابہ کی نسبت علمی مقام و مرتبہ کیا تھا' تو یہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ کوفہ میں آنے والے اکثر صحابہ اپنے علم' فہم' تقویٰ اور بزرگی کے لحاظ سے مدینہ' مکہ اور دیگر شہروں میں آباد ہونے والے صحابہ سے کسی طرح بھی کم نہ تھے۔

اول تو اس لیے کہ اگر کوفہ میں وارد ہونے والے صحابہ میں سے چند ایک جن کا گزشتہ سوال کے تحت تذکرہ کیا گیا ہے' پر ایک نظر ڈالی جائے تو اس سے یہ بات ضرور واضح ہو جاتی ہے کہ کوفہ میں وارد ہونے والے صحابہ غیر معمولی علمی حیثیت رکھتے ہیں۔اس لیے کہ ان صحابہ میں ہر عمر اور ہر طبقہ کے افراد موجود ہیں۔ایسے صحابہ بھی ہیں جو ابتدائی دور ہی میں مسلمان ہو گئے تھے اور پھر نبی کریم ﷺ کی وفات تک انہیں آپ ﷺ کے ساتھ رہنے اور آپ سے دین سیکھنے کا وافر موقع ملا۔اور ایسے صحابہ بھی ہیں جنہیں اپنے بچپن میں نبی کریم ﷺ کے آخری ایام دیکھنے کا اتفاق ہوا۔اور یہ وہ وقت تھا جب دین ارتقاء کے مراحل سے گزر کر اپنی آخری تکمیلی شکل میں پہنچ چکا تھا۔منسوخ احکام اور سنت ثابتہ کا تعین ہو چکا تھا۔

سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی حضرت ابو طفیلؓ (م ۱۱۰ھ) بھی اسی فہرست میں شامل ہیں۔علاوہ ازیں ان میں ایسے صحابہ بھی ہیں جو بدر اور احد میں شریک ہونے کی وجہ سے ایک خاص

فضیلت کے حقدار قرار پائے۔ایسے صحابہ بھی ہیں جنہیں دنیا میں جنت کی بشارت دی گئی۔اور ایسے بھی ہیں جنہوں نے بڑی تعداد میں حدیث کی روایت کی۔وہ بھی ہیں جو مفتی تھے اور وہ بھی ہیں جو قاضی رہے۔(۱۲)

یہ ممکن نہیں کہ یہاں تفصیل کے ساتھ اس موضوع کو زیر بحث لایا جائے' تاہم ذیل میں مقالہ نگار کوفہ میں وارد ہونے والے صرف چند ایک کبار صحابہ کا علمی و فقہی مقام و مرتبہ اختصار کے ساتھ ذکر کرے گا تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ کوفہ میں کس پائے کے صحابہ سے دین کی تعلیم و تفہیم کا سلسلہ آگے منتقل ہوا ہے۔

ا۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ(۱۳) نبی کریم ﷺ کے نہایت معزز صحابی ہیں۔آغاز اسلام ہی میں مسلمان ہونے والے صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔آپ کو نبی کریم ﷺ اور ان کے اہل خانہ کی خدمت کا بھی موقع ملا۔جنگ بدر میں شرکت کی وجہ سے بدری صحابہ فہرست میں بھی آپ کا نام شامل ہے۔فقہاء اور قراء صحابہ میں آپ بلند تر درجہ رکھتے ہیں۔روایت حدیث میں ادا اور ضبط کے حوالے سے بہت احتیاط برتتے اور اپنے ان تلامذہ کی ڈانٹ ڈپٹ کرتے جو اس معاملہ میں تساہل کرتے تھے۔(۱۴)

جمہور اہل سنت کے ہاں افضلیت صحابہ کے اعتبار سے خلفاء اربعہ سرفہرست ہیں' مگر ان کی فضیلت کی درجہ بندی میں اہل علم کا اختلاف ہے' تاہم اس کے باوجود اتنا ضرور ہے کہ اس درجہ بندی میں خلفاء اربعہ کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا شمار زیادہ دور نہیں ہے بلکہ حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں اور اسی طرح ابواسحاق شیرازیؒ(م ۴۷۶ھ) نے طبقات الفقھاء میں خلفاء اربعہ کے فوراً بعد پانچویں نمبر پر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر کیا ہے۔(۱۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا درجہ جس بھی حیثیت میں ہو کم از کم اس بات سے تو انکار ممکن نہیں کہ اہل علم کے ہاں آپؓ کا شمار کبار علماء صحابہ میں ہوتا ہے۔حافظ ابن قیمؒ نے آپ کو ان سات صحابہ میں شمار کیا ہے جن کے فتاوی دیگر صحابہ کے مقابلہ میں سب سے زیادہ ہیں۔اور ابن حزمؒ کے حوالے سے آپ نے لکھا ہے کہ اگر ان سات صحابہ کے فتاوی کو جمع کیا جائے تو ہر ایک لیے ضخیم دفتر چاہیے۔(۱۶)

گذشتہ سطور میں یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ جب کوفہ آباد کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے آپ (ابن

مسعودؓ) کومعلم اوروزیر بنا کر کوفہ روانہ کیا۔حالانکہ آپؓ کی سوچ یہ تھی کہ کبار علماء صحابہ کو مدینہ سے باہر نہیں جانا چاہیے تاکہ ضرورت پڑنے پر دینی وشرعی مسائل میں ان سے معاونت لی جائے' جیسا کہ عہد صدیقی میں حضرت معاذؓ (م ۱۸ھ) کے شام کی طرف روانہ ہونے کا سن کر آپ نے کہا کہ معاذؓ کے شام جانے سے مدینہ اوراس کے باشندوں کو نقصان یہ ہوگا کہ وہ معاذ کی فقہ اور فتاوی سے محروم ہو جائیں گے۔آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے بات کی کہ وہ معاذؓ کو شام جانے سے روکیں کیونکہ ان کی مدینہ میں زیادہ ضرورت ہے مگر انہوں نے کہا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں شہادت کی نیت سے کہیں جانا چاہتا ہو تو میں اس کو نہیں روکوں گا۔حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: بخدا! شہادت تو آدمی کو اپنے گھر میں بستر پر بھی نصیب ہوسکتی ہے!(۱۷)

لیکن اس رویے کے باوجود حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں صحابہ کو بوقت ضرورت مدینہ سے باہر جانے کی اجازت بھی دی اور بعض کبار صحابہ کو مختلف ممالک میں مختلف حیثیتوں کے ساتھ خود متعین بھی فرمایا۔انہی میں سے ایک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بھی تھے جن کے بارے میں حضرت عمرؓ نے کوفہ والوں سے کہا تھا کہ ''میں نے عبداللہؓ کے معاملہ میں (یعنی انہیں کوفہ بھیج کر) تمہیں اپنے اوپر ترجیح دی ہے''۔(۱۸)

آپ نے یہ بات اس لیے کہی کہ آپؓ ابن مسعودؓ کی علمی حیثیت اور فقہی بصیرت سے بخوبی واقف تھے اور برق رفتاری سے ترقی ونمو پاتے معاشرہ میں جہاں آئے روز نت نئے مسائل کا سامنا تھا' ایسے فقیہ اور قانون دان کی کیا اہمیت ہوسکتی ہے' یہ بات حضرت عمرؓ جیسا صاحب بصیرت بخوبی جانتا تھا۔آپؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے ابن مسعودؓ کے بارے میں کہا: ''یہ تو علم سے بھرے ہوئے برتن کی طرح ہیں''۔(۱۹)

اور یہی وجہ ہے کہ آپ ابن مسعودؓ سے نئے پیش آمدہ فقہی مسائل میں مشاورت بھی کیا کرتے تھے مثلاً ایک مرتبہ ایک خاتون اپنے شوہر کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگی کہ مجھے میرے خاوند نے طلاق دے دی ہے اور جب میرے تیسرے حیض کا خون ختم ہوا اور میں نے غسل کا انتظام کرلیا مگر ابھی غسل نہیں کیا تھا اور نہ ہی نماز پڑھی تھی تو انہوں نے آ کر کہا کہ میں تم سے رجوع کرتا ہوں؟ حضرت عمرؓ نے ابن مسعودؓ سے کہا کہ آپ کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہے؟ ابن مسعودؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ یہ اس آدمی کی بیوی ہی ہے جب تک کہ اس کے لیے نماز جائز نہیں

ہو جاتی' تو حضرت عمرؓ کہنے لگے'میری بھی اس مسئلہ میں یہی رائے ہے۔(۲۰)

ابن مسعودؓ کوفہ کے آباد ہونے سے لے کر حضرت عثمانؓ کی خلافت کے غالباًاواخر تک کئی سال مسلسل کوفہ میں لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے رہے۔(۲۱) آپ سن ۳۲ہجری میں تقریباساٹھ (۶۰) سال کی عمر میں مدینہ میں فوت ہوئے۔(۲۲) آپؓ کے سوانح پر اگر تفصیل سے لکھا جائے تو حافظ ذہبیؒ کے بقول ''کتاب کی نصف جلد تک آپ کا تذکرہ پھیل سکتا ہے''۔(۲۳)

اختصار کے پیش نظر ذیل میں صحیح بخاری سے چنداحادیث نقل کی جارہی ہیں جن سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا صحابہ میں علمی مقام ومرتبہ کتنا بلند تھا۔

۱۔مسروقؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ(م۶۵ھ) نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ذکر کیا اور فرمانے لگے کہ میں ہمیشہ سے ابن مسعودؓ سے محبت کرتا ہوں اس لیے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: چار لوگوں سے قرآن کا علم حاصل کرو یعنی عبداللہ بن مسعودؓ سالمؓ معاذ بن جبلؓ اور ابی بن کعبؓ سے۔(۲۴)

۲۔حضرت ابوموسی اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی یمن سے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک عرصے تک ہم وہاں رہے تو ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں یہ سمجھے کہ شاید یہ نبی کریم ﷺ کے اہل بیت میں سے ہیں۔اس لیے کہ آپ اور آپ کی والدہ دونوں ہی بکثرت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔(۲۵)

۳۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خود بیان کرتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! میں قرآن کی ہر سورہ کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔اور اگر مجھے معلوم ہو کہ کسی کے پاس مجھ سے زیادہ اللہ کی کتاب کا علم ہے اور اس تک اونٹ پہنچ سکتا ہو تو میں ضرور اس کی طرف سفر کروں۔(۲۶)

۴۔شقیق بن سلمہؒ(م۸۲ھ) بیان کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''میں نے نبی کریم ﷺ کے منہ مبارک سے ستر سے زائد سورتیں سیکھی ہیں اور بخدا نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں کو معلوم ہے کہ میں ان سے زیادہ اللہ کی کتاب کا علم رکھتا ہوں' اگرچہ میں ان سب سے بہتر نہیں ہوں۔'' شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں مختلف حلقوں میں بیٹھا تا کہ دیکھوں کہ لوگ اس سلسلہ

میں کیا کہتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ کسی نے بھی ابن مسعودؓ کی اس بات سے اختلاف نہ کیا۔(۲۷)

۵۔حضرت عبدالرحمٰن بن یزیدؒ(م ۹۸ھ) نے حضرت حذیفہؓ سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا صحابی بتائیے جو نبی کریم ﷺ سے بہت قریبی اور گہری مناسبت رکھتا ہوتا کہ ہم ان سے علم حاصل کریں تو انہوں نے فرمایا کہ ابن ام عبد (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ) سے بڑھ کر کوئی ایسا نہیں جو حضور ﷺ سے ہر لحاظ سے قریبی مشابہت رکھتا ہو۔(۲۸)

معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وہ فقیہ اور عظیم الشان صحابی ہیں جنہیں نہایت قریب سے نبی کریم ﷺ سے دین سیکھنے کا موقع ملا اور آپ ﷺ کی خدمت گزاری کی وجہ سے دین کی بہت سی ایسی باتیں بھی آپ کے علم میں تھیں جن سے بعض دوسرے صحابہ واقف نہ تھے اور آپ کو اللہ تعالی نے فقہی ملکہ بھی عطا کیا تھا' تاہم بعض مسائل میں جیسا کہ حافظ ذہبیؒ نے لکھا ہے' آپ کے ہاں تفردات بھی پائے جاتے ہیں جنہیں جمہور نے قبول نہیں کیا۔(۲۹)

۲۔حضرت علیؓ

حضرت علیؓ کے علمی مقام و مرتبہ بتانے کے لیے تو یہ بات ہی کافی ہے کہ اہل علم بالاتفاق آپ کو ابن مسعودؓ سے بلند تر درجہ پر فائز قرار دیتے ہیں۔اس لیے کہ آپ کا شمار خلفاء اربعہ میں ہوتا ہے اور جمہور اہل سنت کے ہاں خلفاء اربعہ بالاتفاق علم' فقہ' تقوی اور بزرگی ہر لحاظ سے باقی صحابہ سے افضل ہیں۔

حضرت علیؓ بچپن ہی میں مسلمان ہوگئے تھے اور پھر ساری عمر حضور ﷺ کی رفاقت میں رہے۔آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو آپ نے کہا حضور! میں تو نوجوان ہوں جبکہ مجھ سے بزرگ یہاں موجود ہیں اور مجھے تو قضا کا علم بھی نہیں ہے؟! تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ' اللہ تمہارے دل کو ہدایت دے گا اور تمہاری زبان کو ثبات سے نوازے گا۔حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بخدا! پھر میں کبھی کسی چیز میں عاجز نہیں آیا۔(۳۰)

آپ کو فقہ و قضا میں اللہ تعالی نے خاص ملکہ عطا کیا تھا حتی کہ حضرت عمرؓ بھی آپ کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ قضا کے معاملہ میں ہم سب سے ماہر حضرت علیؓ ہی ہیں۔(۳۱) حافظ ابن قیمؒ نے آپ کو ان سات صحابہ میں شمار کیا ہے جن کے فتاوی دیگر صحابہ کے مقابلہ میں سب سے زیادہ

ہیں۔(۳۲)

حضرت علیؓ اپنے دورِ خلافت میں کوفہ منتقل ہوئے اور اس کے بعد یہیں تشریف فرما رہے حتی کہ سن ۴۰ ہجری میں ۶۳ سال کی عمر میں عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں یہیں شہید ہوئے۔(۳۳)

حضرت علیؓ اگرچہ چند سال ہی کوفہ میں رہے، مگر ان چند سالوں میں آپ کے علم، قضا اور افتاء کا سو فیصد نہیں تو ایک قابل ذکر حصہ تو ضرور اہل کوفہ میں منتقل ہوا ہوگا جیسا کہ شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے مروی قضا کا بڑا حصہ کوفہ سے تعلق رکھتا ہے اور ان سے صرف چند ہی لوگوں نے اسے روایت کیا ہے۔(۳۴) (جاری ہے)

حواشی

۱۔امام بخاری، محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد (م ۹۰۲ھ) معروف شافعی فقیہ اور صحیح بخاری کی شرح فتح الباری کے مؤلف حافظ ابن حجرؒ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں اور اپنے وقت کے مؤرخ اور معروف محدث تھے۔زرکلی، الاعلام، ۶/۱۹۴۔

۲۔محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد سخاوی، (م ۹۰۲ھ) الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ، بغداد: ن ن، طبع ۱۳۸۲ھ، ص ۹۲۔

۳۔آپ کا تعارف وتذکرہ آگے آرہا ہے۔

۴۔ابن سعد، الطبقات، ج ۶، ص ۹۔

۵۔امام دولابیؒ ابوبشر محمد بن احمد بن حماد (م ۳۱۰ھ) تیسری صدی ہجری کے مؤرخ اور حفاظ حدیث میں سے ہیں۔زرکلی، الاعلام، ۵/۳۰۸۔

۶۔ابوبشیر محمد بن احمد بن حماد دولابی، (م ۳۱۰ھ) الکنی والاسماء، بیروت: دار ابن حزم، طبع ۲۰۰۰ء، ج ۲، ص ۵۴۰۔

۷۔محمد زاہد الکوثریؒ (م ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء)، فقہ اھل العراق وحدیثھم، بیروت: مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، طبع اول ۱۹۷۰ء، ص ۴۲۔

۸۔علاوہ ازیں ان صحابہ کے بارے میں ساتھ ہی یہ بھی ذکر کردیا گیا ہے کہ ان سے کتنی احادیث مروی ہیں، البتہ جن صحابہ کی مرویات کا اندازہ نہیں ہوسکا، اسے چھوڑ دیا گیا ہے۔احادیث کی تعداد کی تفصیل

امام ابن حزم کی کتاب اسماء الصحابة الرواة سے ماخوذ ہے جبکہ بقیہ تفصیل طبقات ابن سعد کی چھٹی جلد سے لی گئی ہے۔

۹۔یہ ان ایک سو پچاس صحابہ میں سے صرف چندایک کے نام ہیں جن کا تذکرہ طبقات ابن سعد میں ہے۔اختصار کی غرض سے اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

۱۰۔مثلا دیکھیے :امام احمد بن حنبل کی فضائل الصحابة'امام نسائی کی فضائل الصحابة'امام ابونعیم (احمد بن عبداللہ اصبہانی) کی فضائل الصحابة ۔البتہ وہ مصنفین جنہوں نے حروف تہجی کے اعتبار سے سیر الصحابہ کے موضوع پر کتابیں مرتب کی ہیں'ان میں سے بعض (مثلا ابن حجر'ابن عبدالبر'عبدالباقی وغیرہ) نے محض فنی نقطہ نظر سے اس فرق کوملحوظ نہیں رکھا۔

۱۱۔مثلاً جیسے کوئی تو عشرہ مبشرہ کے لحاظ سے ترجیح کا درجہ مقرر کرتا ہے'جیسا کہ حلیۃ الاولیاء میں ہے اور کوئی مسابقت اسلام اور غزوات میں شرکت کے لحاظ سے'جیسا کہ الطبقات (از ابن سعد) وغیرہ میں ہے۔

۱۲۔تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو:ابن سعد'الطبقات'ج۶.ابن قیم'اعلام الموقعین 'ج۱'ص۱۴ تا ۱۸.احمد بن علی بن محمد'ابن حجر عسقلانی'تقریب التھذیب 'لاہور:دارنشر الکتب الاسلامیۃ'س ن'ص ۱۸۷'بذیل تذکرہ عامر بن طفیل'جو کہ ۱۱۰ہجری میں فوت ہوئے ۔یہاں یہ روایت بھی قابل ذکر ہے جسے خیثمہ بن عبدالرحمٰن بن ابی سبرہ بیان کرتے ہیں کہ''میں مدینہ گیا تو میں نے دعا کی کہ یااللہ! مجھے نیک ساتھی کی مجلس عطا فرما۔چنانچہ مجھے حضرت ابو ہریرہؓ کی مجلس مل گئی۔میں ان کے پاس ہو کر بیٹھ گیا اور ان کے سامنے اپنی اس دعا کی قبولیت کا تذکرہ کیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا'تم کہاں سے ہو؟میں نے کہا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں اور یہاں خیر کی طلب میں آیا ہوں۔ابو ہریرہؓ کہنے لگے:کیا تم میں سعد بن مالکؓ(ابو وقاص) نہیں ہیں جو مستجاب الدعوات ہیں؟ کیا تم میں عبداللہ بن مسعودؓ نہیں ہیں جو نبی کریم ﷺ کی طہارت اور جوتوں کا اہتمام کرنے والے تھے؟ کیا تم میں حذیفہؓ نہیں ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے راز دان تھے؟ کیا تم میں عمارؓ نہیں ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ نے شیطان سے محفوظ فرما دیا تھا؟ کیا تم میں سلمان فارسیؓ نہیں ہیں جنہوں نے توراۃ و انجیل یاد کر رکھی تھی؟''۔(دیکھیے :ترمذی'الجامع /السنن'باب مناقب ابن مسعود۔

۱۳۔واضح رہے کہ کوفہ میں وارد ہونے والے صحابہ میں سرفہرست ابن مسعودؓ ہی تھے اور آپ ہی کا حلقہ علم پوری شان کے ساتھ یہاں قائم ہوا'اس لیے حضرت علیؓ سے بھی پہلے آپ ہی کا یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے کیونکہ جس وقت حضرت علیؓ کوفہ میں آئے'اس وقت وہاں ابن مسعودؓ کے تلامذہ و اصحاب

پہلے ہی کثرت سے پھیل چکے تھے۔

۱۴۔دیکھیے: ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۱' ص ۱۶۔

۱۵۔دیکھیے: ذہبی' تذکرۃ الحفاظ 'محولہ بالا' ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی (م ۴۷۶ھ)' طبقات الفقہاء بیروت: دارالرائد العربی' طبع اول ۱۹۷۰ء' ص ۴۳۔

۱۶۔ابن قیم' اعلام الموقعین' ج ۱' ص ۱۲۔

۱۷۔ابن سعد' الطبقات' ج ۲' ص ۳۴۸۔

۱۸۔ابن قیم' اعلام الموقعین' ج ۱' ص ۱۷۔ نیز: ابن سعد' الطبقات' ج ۶' ص ۸۔

۱۹۔ایضاً۔

۲۰۔عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی (م ۲۱۱ھ)' المصنف 'بیروت: المکتب الاسلامی 'طبع دوم' ۱۴۰۳ھ' کتاب الطلاق' باب الاقراء والعدۃ۔

۲۱۔بعض اہل علم کے بقول ابن مسعودؓ اوران کے اصحاب سے دین کی تعلیم پانے والوں کی تعداد کم وبیش چار ہزار تک پہنچ گئی تھی' دیکھیے: الکوثری' فقہ اہل العراق وحدیثھم' ص ۴۲۔

۲۲۔ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ۱/۱۷۔

۲۳۔ایضاً۔

۲۴۔محمد بن اسماعیل بخاری' الجامع الصحیح' الریاض: دارالسلام' طبع ۱۹۹۸ء' کتاب فضائل القرآن' باب القراء من اصحاب النبی ﷺ۔

۲۵۔ایضاً' کتاب المناقب' باب مناقب عبداللہ بن مسعود۔

۲۶۔بخاری' کتاب فضائل القرآن' باب القراء من اصحاب النبی ﷺ۔

۲۷۔ایضاً۔

۲۸۔ایضاً' کتاب المناقب' باب مناقب عبداللہ بن مسعودؓ۔ (متعلقہ عبارت کچھ یوں ہے: ما اعرف احداً اقرب سمتا وھدیا ودلا بالنبی ﷺ من ابن ام عبد)

۲۹۔ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۱' ص ۱۷۔

۳۰۔شیرازی' طبقات الفقہاء' ص ۴۲۔

۳۱۔ایضاً۔

۳۲۔ابن قیمؒ اعلام الموقعین' ج ۱' ص ۱۲۔

۳۳۔ابن سعد' الطبقات' ص ۱۲۔

۳۴۔شاہ ولی اللہ' حجۃ اللہ البالغۃ' ج ۱' ص ۳۸۱۔